خطبہ جمعہ شمار نمبر 44 برائے 22 مارچ 2019 پیش خدمت ہے۔

سانحہ نیوزی لینڈ اور مسلمان

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّي عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيْمِ اَمّا بَعْدُ. فَاَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ
يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ. هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ. صدق الله العظیم۔

برادران اسلام! گزشتہ جمعہ (18 مارچ) کو نیوزی لینڈ کی دو مساجد پر دہشت گرد حملہ میں 50 مسلمانوں کی شہادت کی خبر نے عالم اسلام کو دہلا کر رکھ دیا۔ اس واقعہ کے بعد خاص طور پر مسلمانوں کے اندر شدید بے چینی پائی جاتی ہے جس کا اظہار وہ مختلف سطحوں پر کر رہے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی گوشہ میں مسلمانوں پر مصیبت آئے اور انہیں نشانہ بنایا جائے تو یہ ناممکن ہے کہ کلمہ کے تعلق کی وجہ سے ہمارا دل بے چین اور دکھی نہ ہو۔ ہماری یہ بے چینی ہمارے ایمان کا تقاضہ ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان شہدا کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا کرے اور ان کے پاک خون کو دنیا بھر میں اسلام کی عظمت و سربلندی کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

مسلمان اس وجہ سے بھی مضطرب ہیں کہ یہ حملہ صرف چند مصلیوں پر نہیں بلکہ اسلام پر تھا جس کے پیچھے دین اسلام سے شدید نفرت کارفرما ہے۔ پھر یہ المناک واقعہ ایک ایک ایسے ملک میں پیش آیا جسے تارکین وطن کے لئے نہایت محفوظ تصور کیا جاتا ہے اور جہاں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہاں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مذہب رنگ یا نسل کی بنیاد پر کسی سے نفرت کرے مگر دو مسجدوں پر ایک تنہا بندوق بردار دہشت گرد کی خونریز کارروائی نے اس غلط فہمی کا پردہ چاک کر دیا کہ نیوزی لینڈ ایک پر امن ملک ہے۔ اب تک کی تفصیلات کے مطابق یہ حملہ دماغی طور پر چاق وچوبند ایک سفید فام آسٹریلیائی عیسائی نے منصوبہ بند طریقہ سے انجام دیا اور اس نے واضح طور پر یہ پیام دیا کہ وہ مسلمانوں کا صفایہ اور دنیا میں سفید فاموں کی بالادستی چاہتا ہے۔ چونکہ یہ مذموم کارروائی ایک عیسائی نے انجام دی ہے اور نشانہ مسلمان تھے اس لئے اس پر دنیا کا ردعمل اتنا شدید نہیں ہے جتنا عام طور پر اس طرح کے دہشت گردانہ واقعات پر ہوتا ہے۔

بھائیو! اس واقعہ نے دنیا کو، پوری مسلم امت کو اور امت کے ہر باشعور فرد کو بہت سی باتوں پر سوچنے کے لئے مجبور کیا ہے۔ دنیا کے لئے اب وقت آگیا ہے کہ وہ لفظ "دہشت گردی" کی تعریف متعین کرے جس کی ابھی تک کوئی متعینہ تعریف موجود نہیں ہے۔ اس بدنام زمانہ اصطلاح کو اکثر صرف اسلام اور مسلمانوں سے جوڑ دیا جاتا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا بلکہ دہشت گرد صرف دہشت گرد ہوتا ہے۔ اگر مغربی دنیا دہشت گردی کو اسی نظریہ سے دیکھتی تو خود ان کا معاشرہ بھی پر امن ہوتا اور آج دنیا انسانوں کے رہنے کے لئے ایک بہتر جگہ ہوتی۔ حالیہ تاریخ گواہ ہے کہ مغرب جس طریقہ سے دہشت گردی کا لیبل لگا کر عراق، افغانستان اور لیبیا سمیت دنیا کے کئی ممالک پر ٹوٹ پڑا ہے، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ پوری دنیا میں جنگ، دہشت گردی اور خوف و نفرت کا ماحول بپا ہے۔

دوسری بات جو دنیا کو سمجھ لینی چاہیے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا خون بہا کر اور انہیں ظلم وزیادتیوں کا نشانہ بنا کر انہیں اسلام اور ایمان سے دور نہیں کیا جاسکتا۔

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم

سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے

آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا

فسلطین سے لے کر برما تک مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہار توڑے گئے لیکن جو بات دنیا کے سامنے ابھر کر آئی وہ یہی ہے کہ مسلمان اپنے خلاف دہشت گردی کے غیر انسانی سلوک اور انسانی حقوق کی بدترین پامالیوں سے ہر گز خوفزدہ نہیں ہیں اس لئے کہ مسلمان کی اصل زندگی تو موت سے شروع ہوتی ہے۔ فانی ہونے والی دنیا کی زندگی تو اُن کیلئے دو چار دن کا کھیل ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کی انتہا کے باوجود نہ تو مساجد غیر آباد ہوئیں اور نہ شہیدوں کے جنازوں کو فرط عقیدت سے کندھا دینے والوں کی تعداد میں کمی آئی ہے۔ طاغوتی طاقتوں کا ظلم و جور جس قدر بڑھتا جاتا ہے مسلمانوں کی ایمانی قوت بھی اسی قدر بڑھتی جاتی ہے۔ چنانچہ کرائس چرچ میں مساجد پر حملوں کے دوسرے ہی دن خبر آئی کہ نیوزی لینڈ کی مسجدوں میں نمازیوں کے لئے جگہ کم پڑ گئی۔

میرے عزیز ساتھیو! ایمان بہت بڑی طاقت کا نام ہے اس لئے کہ اہل ایمان کا یقین اور بھروسہ اس اللہ واحد القہار پر ہوتا ہے جو اس ساری کائنات کا شہنشاہ ہے، جو ان لوگوں کا بھی شہنشاہ ہے جو شہنشاہ ہونے کے زعم باطل میں مبتلا ہیں۔ جب اہل ایمان کی پشت پر کائنات کی سب سے بڑی طاقت موجود ہو تو سوچیے کہ دنیا کی کونسی طاقت اہل ایمان کو ڈرا سکتی ہے یا ان کے پائے استقامت میں لرزش پیدا کر سکتی ہے۔ پھر رب ذوالجلال نے اپنے پاک کلام میں وعدہ کیا ہے کہ باطل پرست دین اسلام کو مٹانے کی لاکھ کوششیں کر لیں، بالآخر اسلام غالب آئے گا۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔
هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

اللہ تعالیٰ سورہ صف آیت 7 اور 8 میں فرماتا ہے: یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا چاہے کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے۔ اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب آجائے خواہ یہ بات مشرکوں کو کتنی ہی ناگوار گزرے۔

بھائیو! جو دین دنیا میں غالب ہونے کے لئے آیا ہے، اس کے ماننے والے مغلوب کیسے ہو سکتے ہیں؟۔ آج باطل طاقتیں مسلمانوں کو بظاہر دبانے میں کامیاب ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہیں تو یہ اللہ رب العزت کی اس اسکیم کا حصہ ہے جس کا کلائمکس ابھی باقی ہے۔ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔ یہ لوگ اپنی چالیں چلتے ہیں اور اللہ اپنی چال چلتا ہے اور اللہ بہترین چال چلنے والا ہے۔

عزیزان گرامی! یہ حقیقت اب دنیا کے سامنے آچکی ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ تو محض بہانہ ہے، "اسلام" اصل نشانہ ہے۔ کمیونزم کے خلاف جنگ جب اختتامی مراحل میں تھی اسی وقت ایک "نئی جنگ" کا نقشہ فٹ کیا جا رہا تھا۔ اس وقت کے امریکی صدر رچرڈ نکسن نے **"سیز دی موومنٹ"** نامی کتاب لکھی جس میں مغربی رہنمائوں کو روس کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہونے پر زور دیا گیا ہے۔

کمیونزم کے زوال کے بعد جب یورپی یونین کے سربراہ سے نیٹو کے وجود کے تعلق سے سوال کیا گیا تو اس نے کہا نیٹو کو ختم نہیں کیا جا رہا ہے اس لئے کہ کمیونزم کے بعد ایک نیا خطرہ منہ کھولے کھڑا ہے اور وہ ہے اسلام کے ماننے والے مسلمان۔

مغربی تہذیب کے مقابلے میں اسلامی تہذیب کا ہوا ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کھڑا کیا گیا۔ مغربی دارالحکومتوں میں اس ضمن میں جو سوچ پائی جاتی تھی اس کا باضابطہ اظہار سیموئیل ہنٹنگٹن کی کتاب "تہذیبوں کے درمیان تصادم" کی صورت میں سامنے آیا۔

غرض 90ء کی دہائی کے اوائل میں جس تصادم کی منصوبہ بندی کی گئی اب وہ تیزی سے اپنے اثرات دکھا رہا ہے۔
9/11 سانحہ کے بعد صدر جارج ڈبلیو بش نے ٹریڈ ٹاورز کے ملبے پر کھڑے ہو کر جب "صلیبی جنگ" کے الفاظ ادا کیے تو اسی وقت یہ واضح ہو گیا تھا سیموئیل ہنٹنگٹن نے 1994ء میں "تہذیبوں کے درمیان تصادم" کی بات کیوں کی تھی؟ آخر کیوں مٹھی بھر عناصر کی سرکوبی کی بجائے اسلام کو نشانے پر رکھ لیا گیا۔ اسی مہم کا نتیجہ مسلمانوں کے خلاف نفرت کی صورت میں نکلنا شروع ہوا۔ یورپی معاشرے جو پہلے بڑے روادار معاشرے سمجھے جاتے تھے اپنی برداشت کھو بیٹھے۔ 9/11 کے بعد مسلمانوں کے خلاف ان معاشروں میں جو سلوک روا رکھا گیا تھا اس کی جھلک ان رپورٹس میں دیکھی جا سکتی ہے جو مغربی ہیومن رائٹس اداروں نے مرتب کیں۔ ان میں "ہیومین رائٹس فرسٹ رپورٹ" اور "دی یورپیئن یونین مینارٹیز اینڈ ڈس کریمینیشن سروے کی رپورٹ" شامل ہیں۔ ان جائزوں میں بتایا گیا ہے کہ ستمبر 2001ء کے بعد مغربی معاشرے اسلاموفوبیا یعنی اسلام کے تئیں خوف کا شکار ہوئے اور مسلمان بدترین امتیازی سلوک کا نشانہ بنے' ان کی عبادت گاہوں کو ٹارگٹ کیا گیا اور اور ان کے لباس و مذہب کو نشانہ تضحیک بنایا گیا۔ آج جب امریکہ طالبان کے ساتھ مذاکرات کر رہا ہے تو یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ عالمی امن کی خاطر یہ کام پہلے بھی کیا جاسکتا تھا لیکن اس وقت مطلوب یہ تھا کہ تصادم ہو اور شائد اس تصادم کا مقصد یہ تھا مسلمان ہونے کو جرم بنا دیا جائے جو کہ پورا نہیں ہوسکا اور اسلام کو نقصان پہنچانے کی ناپاک کوششیں بھی ناکامیاب ہوئیں۔ الحمدللہ، اسلام آج بھی دنیا کا مقبول ترین دین ہے اور رہے گا۔
اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے۔
بھائیو! کرائس چرچ کی مساجد پر حملہ کے بعد اسلاموفوبیا کے تناظر میں دنیا نے یہ منظر بھی دیکھ لیا کہ نیوزی لینڈ کی پارلیمنٹ کا پہلی مرتبہ تلاوت قرآن سے آغاز ہوا اور اس ملک کی سفید فام خاتون وزیراعظم نے حجاب اوڑھ کر مسلم برادری کے ساتھ اظہار یگانگت کیا۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالی اس خاتون کے دل کو اسلام کے لئے کھول دے۔ دوستو! اسلام کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسے تاریخ کے ہر دور میں بالادستی حاصل رہی ہے۔ کبھی اسلام مسلمانوں کے سیاسی عروج کی وجہ سے فاتح اور غالب بن کر رہا تو کبھی سیاسی غلبہ کی کمی کی صورت میں اس نے قلوب پر حکمرانی کی۔ تاریخ میں چند ایسے موڑ بھی آئے جب لوگوں کو محسوس ہوا کہ اسلام اب زوال پذیر ہے اور اس کے دن گنے جا چکے ہیں لیکن تھوڑی ہی مدت میں اچانک کایا پلٹ گئی اور اسلام پھر پوری آب و تاب کے ساتھ رواں دواں ہو گیا۔ پہلی مرتبہ عالمِ اسلام پر اور خصوصاً اس وقت کی سب سے بڑی اسلامی حکومت خلافتِ عباسیہ اور بغداد پر تاتاریوں کی یورش کے موقعہ پر لوگوں کو محسوس ہوا کہ اب اسلام کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ لیکن ایسے وقت جب اسلام کی سیاسی طاقت کا ستارۂ اقبال گردش میں تھا، اسلام کی روحانی طاقت قلوب کو مسخر کر رہی تھی اور جنھوں نے مسلمانوں کو مفتوح بنا لیا تھا اسلام نے اسی فاتح قوم کے قلوب کو فتح کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہی تاتاری ایک دن اسلام کے سب سے بڑے پاسبان بن گئے۔
عزیز اسلامی بھائیو! دنیا کے حالات کو جس میں ہمارا ملک بھی شامل ہے، ہمیں شعور کی آنکھ سے دیکھنے اور اپنے لئے لائحہ عمل طئے کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالی راہیں ان ہی کے لئے ہموار کرتا ہے جو اپنے قدم بڑھانا چاہتے ہیں اور یہ اللہ کی سنت رہی ہے کہ وہ غافلوں کی مدد نہیں کرتا۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

قرآن میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو اپنے گھوڑے تیار رکھنے کا جو حکم دیا ہے اس کا تقاضہ ہے کہ مسلمان باطل سے مقابلہ کے لئے پوری طرح تیار رہیں اور غفلت و بے خبری کی وجہ سے تر نوالہ نہ بن جائیں۔ آج مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان میدانوں میں آگے بڑھ کر اپنی قوت، استعداد اور صلاحیتوں کا لوہا منوائیں جہاں سے وہ اسلام کا مظبوطی سے دفاع اور ترجمانی کر سکتے ہیں۔ آج مسلمانوں نے میڈیا کے میدان کو تقریباً چھوڑ دیا ہے، اسی کا

نتیجہ ہے کہ آج دشمن طاقتیں تیزی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی شبیہ کو بگاڑنے کی مہم اور پروپگنڈہ میں کامیاب ہو رہی ہیں۔
مسلمان اپنے خلاف ہونے والی ہر سازش کو ناکام بناسکتے ہیں اگر وہ ایک داعی قوم بن کر اٹھ کھڑے ہوں اور آپس میں باہمی اتحاد کا مظاہرہ کریں۔
کتنی عجیب بات ہے کہ طاغوت کے علمبردار مغربی ممالک تو گزشتہ 75 برسوں سے ہمارے خلاف اتحاد کا مظاہرہ کر رہے ہیں لیکن ہم امت واحدہ ہونے کے باوجود جسد واحد اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار نہ بن سکے۔ دوسری جنگ عظیم کی تباہی نے یورپی رہنماؤں کو یورپی یونین کی راہ دکھلائی اور وہ خواب شرمندہ تعبیر ہو گیا جو وکٹر ہوگو نے ایک صدی قبل یعنی انیسویں صدی کے وسط میں دیکھا تھا۔ عالم اسلام کے ہمارے رہنما نہ جانے کب غفلت سے بیدار ہوں گے اور کب انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہو گا۔ اگر واقعی سانحہ نیوزی لینڈ کے درد کی ٹیسیں ہم اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں تو پھر ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم ایک کیوں نہیں ہو رہے ہیں۔
موجودہ حالات میں خواہ وہ کسی بھی ملک کے ہوں، مسلمانوں کے اندر اجتماعیت کا شعور اور باہمی اتحاد ناگزیر ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:
وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (الانفال: 46)
اور آپس میں تنازع نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر سے کام لو بے شک اللہ تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
امت کے اندر کئی مکاتب فکر اور تنظیمیں ہیں جن کی شناختیں علیحدہ علیحدہ ہیں اور ان کے درمیان جو اختلافات ہیں وہ زیادہ تر فروعی ہیں اس لئے وہ اپنے اختلاف کو اختلاف کی حد میں رکھیں، اسے ملت کے اندر تنازعہ اور تفرقہ پردازی کی سطح پر نہ پہنچائیں ورنہ "بنیان مرصوص" کا قرآنی منشا پورا نہیں ہو گا۔
مسلم جماعتوں، تنظیموں اور اداروں کے لئے ضروری ہے کہ جن معاملات کا تعلق پوری امت سے ہے، اُن میں متحدہ موقف اپنائیں اور انانیت کو درآنے نہ دیں۔ ملت کے اجتماعی مفاد کو سامنے رکھ کر شریعت وسنت کی روشنی میں رائے قائم کریں۔ کسی صحیح بات کو محض اس لیے رد نہ کریں کہ وہ دوسرے طبقہ کی جانب سے آئی ہے اور کسی غلط بات کی تائید محض اس لیے نہ کریں کہ وہ اپنے حلقہ کی ہے۔
اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو دین کا داعی بنائے، ان کے اندر غلبۂ اسلام کے لئے جدوجہد کا شعور اور اتحاد واتفاق پیدا کرے، نیوزی لینڈ کی دو مسجدوں میں جو مسلمان شہید ہوئے ہیں اللہ تعالی ان کے درجات کو بلند کرے، ان کے رشتہ داروں کو صبر عطا کرے، اللہ تعالی مساجد و مدارس ، ملی اداروں، جماعتوں اور تنظیموں کو دشمنان اسلام کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ وآخر دعوان ان الحمدللہ رب العالمین۔